انقلابِ عظیم

(از طالب صاحب رحمانی مبارکپوری)

تھے عرب مبتلا ضلالت میں
دخل حاصل نہ تھا متانت میں
ظلمتِ کفر میں تھے وہ محصور
سیدھی راہیں نگاہ سے تھیں دور
بس کہ شہرت تھی بت پرستی میں
بیر حق سے تھا حق کی بستی میں
بادہ نوشی میں رہتے تھے سرشار
ہوش میں آنا تھا بہت دشوار
ان میں تھی بربریت و وحشت
فسق کی خو، فجور کی عادت
زندہ درگور کرتے تھے اولاد
جیتے جی پر تھی اسقدر بیداد
تھی نہ کچھ ان میں باہمی الفت
باپ کو بیٹی سے نہ تھی الفت
لڑتے رہتے تھے بات بات پہ وہ
فخر کرتے تھے ذات پات پہ وہ
تھی مساوات کی نہ بو اُن میں
تھی نہ انسانیت کی خو ان میں
وہ بھلا بیٹھے تھے خدا کی ذات
محو رہتے بتوں میں یوں دن رات
لب پہ آتا نہ تھا خدا کا نام
بھول بیٹھے تھے زیست کا انجام
آخر آیا خدا کو رحم اُن پر
اور سے اور ہو گیا منظر
ہوئے پیدا عرب میں شاہِ ہدیٰ
بن کے رحمت برائے خلقِ خدا
ان کی بعثت سے پھر تو سارا چمن
لہلہا اٹھا ہو کے خوب مگن
انقلاب ایسا کر دیا برپا
قصرِ کسریٰ میں زلزلہ آیا
ظلمتِ کفر ہوگئی کافور
نور سے ہو گیا جہاں معمور
وہ عرب جو تھے گمرہی میں پڑے
سیدھے رستے پہ خود ہی چلنے لگے
چھوڑ کر جہل و کفر و مستی کو
دی جگہ دل میں حق پرستی کو
جو مساوات سے تھے کوسوں دور
عزمِ ملت پہ ہو گئے مجبور
دورِ ظلم و ستم کا ختم ہوا
شہرہ امن و اماں کا گرم ہوا
کر دیا حق سے آشنا ان کو
تھا نہ احساسِ رب ذرا جن کو
سوئی روحوں کو کر دیا بیدار
جو تھے غافل انہیں کیا ہشیار
الغرض آپ نے وہ کام کیا
جو کسی سے بھی آج تک نہ ہوا